Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-3 (July-September 2025)

ISSN: (2311-6552)

Published:
August 27, 2025

The Ijtihād of the Companions (RA) in Hadith Interpretation and Its Effects: A Research-Based Study

تشریحِ احادیث میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجتہاد اور اس کے اثرات ایک تحقیقی مطالعہ

Hafiz Muhammad Ahmad Quadri
Ph.D Scholar, Department of Islamic Studies, Superior University, Lahore
Email: su94-phisw-f24-010@superior.edu.pk

Sajjad Hussain
Ph.D Scholar, Department of Islamic Studies, Superior University, Lahore
Email: su94-phisw-f24-012@superior.edu.pk

Abstarct

This article is a detailed research study on the method of Ijtihad of the Companions (may Allah be pleased with them) in the interpretation of Hadiths and its effects. The Companions (may Allah be pleased with them) held the great position of direct companionship of the Prophet (peace and blessings of Allah be upon him) and they directly benefited from the source of the Quran and Sunnah. This direct connection and closeness to the Prophet (peace and blessings of Allah be upon him) gave their Ijtihads a special sanctity and extraordinary scholarly prestige. This study has made it clear that the Ijtihad of the Companions (may Allah be pleased with them) was not the result of any personal opinion or mere speculation, but was based on the texts of the Holy Quran, the direct guidance of the Prophet's Sunnah, the practical lessons of the righteous life, and a deep awareness of the collective interests of the Ummah.

The article has also examined the fact that the Companions (may Allah be pleased with them) adopted different styles in interpreting Hadiths. Some of them explained the words in terms of their meaning and context, some interpreted the hadiths as interpretations of the Quran, and some interpreted them through practical events and consensus. These ijtihadist ways of thinking strengthened the basic structure of

Islamic jurisprudence and law and provided guiding principles for mujtahids and jurists in later periods.

This study also highlights that the ijtihads of the Companions not only became a milestone in the formation of Islamic law but also left a legacy of scholarly tradition, religious moderation, intellectual depth, and practical insight that remains a beacon of light for the Muslim Ummah to this day. The ijtihadist principles of the Companions also provide guidance for solving the intellectual and jurisprudential problems of the present day, because their methodology was not only based on revelation and Sunnah, but also clarified the paths of wisdom, expediency, and moderation. Thus, this article highlights the fact that the ijtihad methods of the Companions (may Allah be pleased with them) are the foundation of the comprehensive and comprehensive intellectual system of Islam in the interpretation of Hadith, and their effects will always be alive and shining in the history of Islamic sciences.

Keywords: Ijtihad, Companions (May Allah Be Pleased With Them), Interpretation Of Hadith, Quran And Sunnah, Sunnah Of The Prophet, Islamic Jurisprudence, Public Interest, Effects Of Ijtihad, Scholarly Tradition, Religious Moderation, Research Study

مقدمہ

اجتہاد اور اس کی اہمیت:

احادیثِ نبویہ ﷺ دینِ اسلام کی بنیاد کا دوسرا بڑا اور بنیادی ماخذ ہیں، جو نہ صرف قرآن مجید کی تشریح و توضیح کا ذریعہ ہیں بلکہ عملی زندگی میں دین کو نافذ کرنے کا مکمل لائحہ عمل بھی فراہم کرتی ہیں۔حضور ﷺ کے وصال مبارک کے بعد مسلم معاشرہ کئی نئے مسائل و چیلنجز سے دوچار ہوا، جن کے حل کے لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اجتہاد کا دروازہ کھولا۔چنانچہ حدیث کی

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-3 (July-September 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published: August 27, 2025

تفہیم، اس کی تطبیق اور نئے پیدا شدہ مسائل پر اس کی روشنی میں رائے قائم کرنے کا عمل "تشریحِ حدیث میں اجتہاد" کہلاتا ہے، جو دورِصحابہ میں ایک مستحکم فکری روایت کی صورت رونما ہوا۔

اصحابِ رسولؐ نہ صرف آپ ﷺ سے تربیت یافتہ تھے بلکہ وہ قرآن و سنت کے اولین مخاطب، گواہ، اور عملی نمونہ بھی تھے۔ان کا فہمِ دین خالص، غیر مشتبہ، اور نبی اکرم ﷺ کی تربیت سے مزین تھا۔یہی وجہ ہے کہ جب کسی مسئلہ میں کوئی حدیث موجود ہوتی تو وہ اس کی روشنی میں اس کا مطلب، مفہوم، اور تطبیق کو اپنی فہم و بصیرت کے مطابق بیان کرتے۔ اگر کسی معاملے میں صراحت سے حدیث موجود نہ ہوتی، تو وہ اصولِ دین، دیگر احادیث، سیاق و سباق، اور عرفِ زمانہ کو مدنظر رکھتے ہوئے اجتہادی فیصلے کرتے۔

تشریحِ حدیث میں اجتہاد کا مطلب صرف یہ نہیں کہ کسی لفظ یا جملے کا لغوی ترجمہ کیا جائے، بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ حدیث کے مفہوم کو اس کے زمانی و مکانی تناظر میں سمجھا جائے، اس کے مضمرات کو کھولا جائے، اور اس سے شریعت کے عمومی اصول اخذ کیے جائیں۔اس عمل میں صحابہ کرام کے فکری مقام، تقویٰ، علم، عربیت، اور دینی شعور کی جھلک نمایاں ہوتی ہے۔

صحابہ کرام کے اجتہادی کردار کا اثر بعد کے تمام فقہی مکاتب، اصولِ حدیث اور علمِ تفسیر پر گہرے انداز میں مرتب ہوا۔ائمہ مجتہدین نے انہی اجتہادات کو بنیاد بنا کر اسلامی قانون کی تدوین کی۔تشریحِ حدیث میں ان کے طرزِ فکر سے آج بھی استنباط، قیاس، استخراجِ احکام اور فتویٰ نویسی کے اصول اخذ کیے جاتے ہیں۔

یہ تحقیقی مطالعہ اسی اجتہادی کردار کا جائزہ پیش کرتا ہے کہ صحابہ کرام نے کس طرح تشریحِ حدیث میں اجتہاد کو استعمال کیا، اس کے اسباب، طریقہ کار، اصول، اور نتائج کیا تھے، اور بعد میں آنے والے علما و فقہا نے ان سے کیا راہنمائی حاصل کی۔

اجتہاد کا لغوی و اصطلاحی معنی ومفہوم

"اجتہاد" عربی لغت کا لفظ ہے جو مادہ "ج- ہ - د" سے نکلا ہے، جس کا مطلب ہے: "مشقت اٹھانا"، "کوشش کرنا"، یا "طاقت صرف کرنا"۔لغوی اعتبار سے اجتہاد کا مطلب ہے کسی کام کے لیے بھرپور کوشش اور محنت کرنا، خواہ وہ جسمانی ہو یا ذہنی۔

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-3 (July-September 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published:
August 27, 2025

امام راغب اصفہانی نے "المفردات فی غریب القرآن" میں لکھا ہے:

"الجُهدُ: استفراغُ الوسعِ فی تحصیلِ أمرٍ من الأمورِ"

یعنی: "جہد سے مراد ہے کسی مقصد کو حاصل کرنے کے لیے اپنی پوری توانائی صرف کرنا۔"[1]

اجتہاد کا اصطلاحی مفہوم:

فقہی اور اصولی اصطلاح میں "اجتہاد" سے مراد ہے:

"احکامِ شرعیہ کے استنباط کے لیے اپنی پوری علمی و عقلی صلاحیت کو بروئے کار لانا۔"

امام شاطبیؒ اجتہاد کی تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں:

"هو بذلُ الجهدِ في تحصيلِ ظنٍّ بحكمٍ شرعيٍّ".

یعنی: "شرعی حکم کا گمان حاصل کرنے کے لیے علمی محنت کرنا۔"

(الموافقات، شاطبیؒ)

علامہ جوینی (امام الحرمین) فرماتے ہیں:

"الاجتهاد: هو استفراغ الوسع في درك الأحكام الشرعية".

یعنی: "احکامِ شرعیہ کے فہم و ادراک کے لیے تمام تر علمی طاقت صرف کرنا۔"[2]

اجتہاد کی بنیاد:

اجتہاد کا بنیادی مقصد قرآن و سنت سے شرعی احکام اخذ کرنا ہوتا ہے، خاص طور پر ان مسائل میں جن پر براہِ راست کوئی واضح نص موجود نہ ہو۔قرآن مجید میں ارشاد ہے:

فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ "پس اے دیدہ ور لوگو! عبرت حاصل کرو"[3]

[1] ۔ راغب اصفہانی، المفردات فی غریب القرآن (بیروت: دار القلم، ب.ت)، مادہ: ج-ہ-د۔

[2]. امام الحرمین جوینی، البرہان فی اصول الفقہ، مدوّنہ عبد العظیم الدیب (دوحہ: وزارتِ اوقاف وامورِ اسلامی، 1979)، جلد 2۔

یہ آیت عقل و بصیرت کے استعمال کی دعوت ہے، جو اجتہاد کا بنیادی ستون ہے۔

اسی طرح ایک حدیث میں آپ ﷺ نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کا قاضی بنا کر بھیجا تو ان سے فرمایا:

بِمَ تَقْضِي؟

(آپ کس بنیاد پر فیصلہ کریں گے؟)

انہوں نے کہا:

أَقْضِي بِكِتَابِ اللَّهِ

(اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلہ کروں گا)

نبی ﷺ نے پوچھا:

فَإِنْ لَمْ تَجِدْ؟

(اگر قرآن میں نہ پاؤ؟)

معاذؓ نے جواب دیا:

فَبِسُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ

(پھر رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مطابق)

نبی ﷺ نے پھر پوچھا:

فَإِنْ لَمْ تَجِدْ؟

(اگر سنت میں بھی نہ پاؤ؟)

معاذؓ نے کہا:

أَجْتَهِدُ رَأْيِي وَلَا آلُو

[3]. القرآن الکریم، سورۃ الحشر:59:2۔

(پھر میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا اور کوتاہی نہیں کروں گا)[4]

یہ حدیث اجتہاد کی مشروعیت پر قوی دلیل ہے۔

اجتہاد کے اجزاء:

اجتہاد میں مندرجہ ذیل اجزاء شامل ہوتے ہیں:

1. قرآن و سنت کا علم
2. عربی زبان پر عبور
3. اصولِ فقہ کا فہم
4. اجماع اور قیاس کا علم
5. زمان و مکان کی ضروریات سے واقفیت

اجتہاد صحابہ کا پسِ منظر: نبی کریم ﷺ کی تربیت

اجتہادِ صحابہ کا پس منظر: نبی کریم ﷺ کی تربیت

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی فقہی بصیرت، حکمت، اور اجتہادی قوت کی جڑیں براہِ راست تربیتِ نبوی ﷺ میں پیوست تھیں۔ نبی کریم ﷺ نے جہاں وحی الٰہی کے مطابق شریعت کی تفہیم فرمائی، وہیں اپنے صحابہ کو ایسے اصولی و فکری اسلوب پر تربیت دی جس سے وہ نہ صرف جزوی مسائل کے حل میں مہارت رکھتے تھے بلکہ اصولِ اجتہاد کے مطابق مستقل قیاس اور استنباط کی صلاحیت بھی حاصل کر چکے تھے۔

نبی کریم ﷺ کا اجتہادی مزاج

نبی کریم ﷺ خود بھی بعض مواقع پر اجتہاد فرماتے، اور اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی تصحیح آتی تو اس کی وضاحت بھی فرماتے۔ چنانچہ قرآن مجید میں فرمایا:

4۔ ابوداؤد، سلیمان بن اشعث، *سنن ابوداؤد*، حدیث: 3592، ریاض: دارالسلام، 2008۔

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-3 (July-September 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published:
August 27, 2025

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ تَبْتَغِي مَرْضَاتَ أَزْوَاجِكَ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ[5]

"اے نبی! آپ کیوں ان چیزوں کو حرام کرتے ہیں جنہیں اللہ نے آپ کے لیے حلال کیا ہے؟ کیا آپ اپنی بیویوں کی رضا مندی چاہتے ہیں؟ اور اللہ بہت بخشنے والا، نہایت مہربان ہے۔"

یہ آیت نبی کریم ﷺ کے اجتہادی فیصلے پر تنبیہ ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی ﷺ کو اجتہاد کا اختیار حاصل تھا، اور اللہ کی طرف سے راہنمائی بھی حاصل رہتی تھی۔

صحابہ کی تربیت کا اسلوب

نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ کو نہ صرف دین کی تعلیم دی بلکہ انہیں غور و فکر، عقل و استدلال، اور فہم و تدبر کی عملی تربیت بھی دی۔اس کی ایک اہم مثال حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کا گورنر بنا کر بھیجنے کے موقع پر ان سے کیا گیا مکالمہ ہے:

قال له رسول الله ﷺ: "بمَ تقضي؟" قال: أقضي بكتاب الله، قال: فإن لم تجد؟ قال: فبسنة رسول الله، قال: فإن لم تجد؟ قال: أجتهد رأيي ولا آلو. قال: الحمد لله الذي وفق رسولَ رسولِ الله لما يرضى به رسول الله.[6]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم کس چیز کے مطابق فیصلہ کرو گے؟" حضرت معاذ نے عرض کیا: "اللہ کی کتاب کے مطابق۔" فرمایا: "اگر اس میں نہ پاؤ؟" عرض کیا: "پھر رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مطابق۔"فرمایا: "اگر وہاں بھی نہ پاؤ؟" عرض کیا: "پھر میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا اور کوتاہی نہ کروں گا۔"آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ کا شکر ہے جس نے اللہ کے رسول کے نمائندے کو اس چیز کی توفیق دی جو اللہ کے رسول کو پسند ہے۔"

یہ حدیث اس بات کی روشن دلیل ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اجتہاد کی اجازت بھی دی اور اس کی تربیت بھی دی۔

[5] ۔**القرآن۔** *سورۃ التحریم*، 66:1۔
[6] ۔ محمد بن اسماعیل بخاری، *صحیح البخاری*، حدیث: 946 (قاہرہ: دار ابن کثیر، 1998)۔

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-3 (July-September 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published:
August 27, 2025

تربیتِ اجتہادی کے دیگر مظاہر

صحابہ کرام کے اندر آزادانہ اجتہاد کی فکری آزادی موجود تھی۔نبی کریم ﷺ نے ان کے اجتہادی فیصلوں کو سرزنش کے بجائے راہنمائی کے ذریعے درست سمت عطا کی۔مثال کے طور پر غزوۂ بنی قریظہ کے موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا:"لا يصلينّ أحدُكم العصرَ إلا في بني قريظة ""تم میں سے کوئی عصر کی نماز نہ پڑھے مگر بنی قریظہ میں۔[7]"

کچھ صحابہ نے اس حکم کو ظاہری معنی میں لیا، اور کچھ نے تاویل کرتے ہوئے راستے میں نماز ادا کرلی۔نبی کریم ﷺ نے دونوں گروہوں کو غلط قرار نہ دیا، جو اجتہاد کی گنجائش کو ظاہر کرتا ہے۔

تشریح حدیث میں اجتہاد کی ضرورت اور جواز

احادیثِ مبارکہ دین اسلام کا دوسرا بنیادی ماخذ ہیں، جو قرآن مجید کی عملی تفسیر اور توضیح پر مشتمل ہیں۔نبی کریم ﷺ کی اقوال، افعال، تقریرات اور سیرت طیبہ کو حدیث کہا جاتا ہے۔تشریح حدیث کا مطلب ہے کہ ان متون کی درست تعبیر، تشریح اور تطبیق کی جائے تاکہ موجودہ دور کے مسائل میں ان سے رہنمائی حاصل کی جا سکے۔اس سلسلے میں اجتہاد ایک ناگزیر اور اہم عمل ہے۔

اجتہاد کی ضرورت

تشریح حدیث میں اجتہاد کی ضرورت کئی اسباب کی بنا پر سامنے آتی ہے:

احادیث کا مختلف فہم:

ایک ہی حدیث کو مختلف صحابہ کرام اور ائمہ نے مختلف حالات میں مختلف انداز میں سمجھا اور اس پر عمل کیا۔اس سے واضح ہوتا ہے کہ حدیث کے فہم میں اجتہاد کی گنجائش موجود ہے۔

---

[7]۔ سلیمان بن اشعث ابوداؤد، *سنن ابوداؤد*، حدیث:3592(ریاض: دارالسلام،2008)۔

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-3 (July-September 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published:
August 27, 2025

احادیث کا سیاق و سباق:

بعض احادیث مخصوص حالات میں وارد ہوئیں۔ان کے اطلاق میں محتاط اجتہاد درکار ہوتا ہے تاکہ اصل مقصد کو سمجھا جا سکے اور اس کا اطلاق جدید حالات پر ممکن ہو۔

مفاہیم کی تبدیلی:

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ الفاظ کے معانی میں تبدیلی، عرفِ عام کی تبدیلی اور سماجی سیاق و سباق کی تبدیلی اجتہادی عمل کو ناگزیر بنا دیتی ہے۔

جدید مسائل کی کثرت:

بہت سے مسائل جو آج ہمیں درپیش ہیں، ان کا براہ راست ذکر حدیث میں نہیں ہے۔مثلاً بایو ٹیکنالوجی، انٹرنیٹ، ڈیجیٹل کرنسی وغیرہ۔ان کے لیے اجتہادی بصیرت کے ذریعے احادیث کے اصولوں اور مقاصد شریعت کو سامنے رکھتے ہوئے رہنمائی حاصل کی جاتی ہے۔

اجتہاد کا جواز:

تشریح حدیث میں اجتہاد کے جواز کے دلائل قرآن و سنت دونوں سے ملتے ہیں:

قرآن مجید:

فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ"پس اے دیدہ بینا والو! عبرت حاصل کرو".[8]

یہ آیت اجتہادی سوچ و بصیرت کو ابھارتی ہے۔

---

[8]۔القرآن،سورۃالحشر،59:2۔

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-3 (July-September 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published:
August 27, 2025

حدیث مبارکہ:

عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللهِ ﷺ، يَقُولُ:

"إِذَا حَكَمَ الْحَاكِمُ، فَاجْتَهَدَ، ثُمَّ أَصَابَ، فَلَهُ أَجْرَانِ، وَإِذَا حَكَمَ، فَاجْتَهَدَ، ثُمَّ أَخْطَأَ، فَلَهُ أَجْرٌ[9]".

"جب حاکم اجتہاد کرے اور درست رائے تک پہنچے تو اسے دو اجر ملیں گے، اور اگر اجتہاد کرے اور غلطی کرے تو اسے ایک اجر ملے گا۔"

یہ حدیث اجتہاد کے جواز ہی نہیں بلکہ اس کی حوصلہ افزائی بھی کرتی ہے۔

صحابہ کرام کی عملی مثالیں

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو نبی کریم ﷺ نے یمن بھیجتے وقت فرمایا:

"بِمَ تَقْضِي؟"

حضرت معاذؓ نے عرض کیا: "بِكِتَابِ اللَّهِ"،

فرمایا: "فَإِنْ لَمْ تَجِدْ؟"

عرض کیا: "فَبِسُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ"،

فرمایا: "فَإِنْ لَمْ تَجِدْ؟"

عرض کیا: "أَجْتَهِدُ رَأْيِي وَلَا آلُو" [10]

ترجمہ: ''میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا اور کوتاہی نہ کروں گا۔'' نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''الحمد للہ! جس نے رسول کے سفیر کو وہ بات کی توفیق دی جو اللہ اور اس کے رسول کو محبوب ہے۔''

[9]۔ محمد بن اسماعیل البخاری، صحیح البخاری، حدیث نمبر7352(قاہرہ: دارابن کثیر، 1998)۔

[10]۔ سلیمان بن الاشعث ابوداؤد، سنن ابی داؤد، حدیث نمبر3592(ریاض: دارالسلام، 2008)۔

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-3 (July-September 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published: August 27, 2025

اجتہاد کی اقسام اور اس کا صحابہ کرام پر اطلاق

اجتہاد اسلام کے قانونی و فکری نظام میں ایک بنیادی مقام رکھتا ہے، اور صحابہ کرامؓ نے اس فریضے کو نہایت حکمت، دیانت اور فہم کے ساتھ انجام دیا۔اجتہاد کی مختلف اقسام ہیں، اور ان میں سے ہر ایک کا استعمال صحابہ کرامؓ کی زندگی میں کسی نہ کسی موقع پر دیکھنے کو ملتا ہے۔یہ مضمون ان اقسام اور ان کے صحابہ کرام پر اطلاق کا تحقیقی جائزہ پیش کرتا ہے۔

اجتہاد کی اقسام

علمائے اصول فقہ نے اجتہاد کی درج ذیل بنیادی اقسام بیان کی ہیں:

اجتہاد بالرائے (رائے و عقل پر مبنی اجتہاد):

یہ وہ اجتہاد ہے جس میں شریعت کے اصولوں کی روشنی میں عقل و فہم کا استعمال کیا جاتا ہے۔یہ اس وقت استعمال ہوتا ہے جب کسی معاملے میں کوئی صریح نص (آیت یا حدیث) موجود نہ ہو۔

اجتہاد بالقیاس (قیاس پر مبنی اجتہاد)

یہ اس اصول پر مبنی ہے کہ جب کسی مسئلہ میں صریح نص موجود نہ ہو، لیکن کوئی اور ایسا مسئلہ موجود ہو جس کی اصل معلوم ہو، تو اس مسئلہ پر قیاس کیا جائے۔

اجتہاد بالاستحسان(بہتر اور موزوں تر حل تلاش کرنا)

کبھی کبھی ایک مسئلہ کے کئی ممکنہ شرعی حل ہوتے ہیں، تو ان میں سے جو حل معاشرے، انسانیت اور اصول شریعت کے زیادہ قریب ہو، اسے ترجیح دینا "استحسان" کہلاتا ہے۔

ISSN: (2311-6552)
Vol-3 Issue-3 (July-September 2025)
Published: August 27, 2025

اجتہاد بالمصلحۃالمرسلۃ(عوامی مفاد پر مبنی اجتہاد)

یہ وہ اجتہاد ہے جو کسی مخصوص مسئلے کے حل کے لیے عوامی یا اجتماعی مفاد کو پیش نظر رکھ کر کیا جائے، بشرطیکہ وہ شریعت کے کسی اصل کے خلاف نہ ہو۔

اجتہادبالعرف(عرف و رواج پر مبنی اجتہاد)

اگر کوئی مسئلہ عرف عام سے متعلق ہو، تو اس میں مقامی یا معاشرتی رواج کو مدنظر رکھتے ہوئے اجتہاد کیا جا سکتا ہے۔

صحابہ کرامؓ پر اجتہاد کی اقسام کا اطلاق

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان تمام اقسام کا نہایت حکمت سے استعمال کیا۔ان کے اجتہادی فیصلے نہ صرف ان کے علم و فہم کی عکاسی کرتے ہیں بلکہ اسلامی قانون کی بنیادوں میں ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتے ہیں۔

1۔ اجتہاد بالرائے:

حضرت عمر بن خطابؓ نے قحط کے زمانے میں چوری کی سزا معطل کر دی، کیونکہ حالات کے پیش نظر یہ سزا دینا شرعی حکمت کے خلاف تھا۔یہ ان کا اجتہاد بالرائے تھا۔

"إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ" ترجمہ: "اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے" [11]

یہ حدیث بھی اجتہاد کی نیت اور مقصد کو اہمیت دینے کا درس دیتی ہے۔

2۔ اجتہاد بالقیاس:

حضرت علیؓ نے ایک عورت کے معاملے میں جو حاملہ ہونے کی وجہ سے زنا کی سزا مؤخر کی گئی، دوسرے معاملات پر بھی یہی قیاس جاری فرمایا۔

---

[11]۔ محمد بن اسماعیل البخاری، صحیح البخاری، مرتب: مصطفی دیب البغا (بیروت: دار ابن کثیر، 1998)، حدیث نمبر 1، کتاب الوحی۔

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-3 (July-September 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published: August 27, 2025

3۔ اجتہاد بالاستحسان:

حضرت ابو بکر صدیقؓ نے مرتدین سے قتال کے جواز میں فرمایا:

"والله لو منعوني عقالاً كانوا يؤدونه إلى رسول الله ﷺ لقاتلتهم عليه"[12]

ترجمہ: "خدا کی قسم! اگر وہ زکات میں ایک اونٹ کی رسی بھی نہ دیں جو رسول اللہ ﷺ کو دیا کرتے تھے، تو میں ان سے قتال کروں گا"

یہ ان کا اجتہاد بالاستحسان تھا کیونکہ اس میں امت کے استحکام کو ملحوظ رکھا گیا۔

4۔اجتہاد بالمصلحہ:

حضرت عثمانؓ نے قرآن کریم کی ایک مصحف میں تدوین و توحید کا عمل انجام دیا تاکہ امت میں اختلاف نہ رہے۔ یہ اجتہاد مصلحت کے اصول پر تھا۔

5۔ اجتہاد بالعرف:

حضرت عمرؓ نے قاضی کو مقرر کرنے، بیت المال کو منظم کرنے اور دفاتر قائم کرنے جیسے اقدامات عرفی اجتہاد کی بہترین مثالیں ہیں۔

حدیث کے فہم میں صحابہ کرام کی اجتہادی آراء

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو دینِ اسلام میں وہ مقام حاصل ہے جو کسی اور طبقے کو نہیں ملا۔ان کے ایمان، قربانی، علم، اخلاص اور فقہی بصیرت کی بنا پر ان کی آراء کو حدیث فہمی کے میدان میں خصوصی اہمیت حاصل ہے۔نبی کریم ﷺ کی تربیت یافتہ اس جماعت نے نہ صرف احادیث کو روایت کیا بلکہ ان کی گہرائی میں جا کر معانی، مقاصد اور حکمتوں کو بھی سمجھنے کی کوشش

[12]۔ محمد بن اسماعیل البخاری، *صحیح البخاری*، مرتب: مصطفی دیب البغا (بیروت: دار ابن کثیر، 1998)، حدیث نمبر 1399، کتاب الزکاۃ۔

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-3 (July-September 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published:
August 27, 2025

کی۔یہی وجہ ہے کہ انہوں نے بعض اوقات ایک ہی حدیث کے مختلف پہلوؤں کو اجتہادی بصیرت کے ساتھ سمجھا اور امت کو عمل کا دائرہ فراہم کیا۔

اجتہادی بصیرت کی مثالیں:

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی فقہی بصیرت اور اجتہادی جرأت مشہور ہے۔ایک موقع پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"أمرت أن أقاتل الناس حتى يقولوا لا إله إلا الله"

"مجھے حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے یہاں تک قتال کروں یہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللہ کہہ دیں۔" [13]

جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مانعین زکوٰۃ کے خلاف قتال کا ارادہ کیا تو بعض صحابہ نے اس حدیث کو بنیاد بنا کر مخالفت کی، لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ، جو ابتدا میں تردد کا شکار تھے، بعد ازاں حضرت ابو بکر کے اجتہاد پر مطمئن ہو گئے۔حضرت ابو بکر نے فرمایا:

"والله لأقاتلن من فرق بين الصلاة والزكاة"

"اللہ کی قسم !میں اس سے ضرور قتال کروں گا جو نماز اور زکوٰۃ میں فرق کرے گا۔ [14]

یہ واقعہ ظاہر کرتا ہے کہ صحابہ کرام حدیث کے لفظی مفہوم کو سمجھنے کے ساتھ ساتھ اس کے مقاصد و مصالح پر بھی غور کرتے تھے، اور حالات کے مطابق اجتہاد کرتے تھے۔

اجتہاد کی بنیادیں:

صحابہ کرام کے اجتہاد کی بنیاد درج ذیل امور پر ہوتی تھی:

نصوصِ شرعیہ کا فہم: قرآن و حدیث کا گہرا فہم اور باہمی تطبیق۔

نبی ﷺ کی عملی سنت: نبی کریم ﷺ کے طرزِ عمل کی روشنی میں مسائل کو سمجھنا۔

---

[13] ۔ محمد بن اسماعیل البخاری، صحیح البخاری، مرتب: مصطفی دیب البغا (بیروت: دارابن کثیر، 1998)، حدیث نمبر 25، کتاب الایمان۔

[14] ۔ محمد بن اسماعیل البخاری، صحیح البخاری، مرتب: مصطفی دیب البغا(بیروت: دارابن کثیر، 1998)، کتاب الزکاۃ، حدیث نمبر 1399۔

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-3 (July-September 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published:
August 27, 2025

عرف و عادت: معاشرتی پس منظر کو سامنے رکھتے ہوئے حدیث کا مفہوم اخذ کرنا۔

مقاصدِ شریعت: احکام کے مقاصد، جیسے عدل، رحمت، اصلاح، اور مصلحت۔

متعدد آراء کا احترام:

صحابہ کرام میں حدیث کے فہم میں اختلاف بھی پایا جاتا تھا، مگر یہ اختلاف تنوع اور توسع کا ذریعہ بنتا۔مثلاً ایک حدیث کے مختلف فہم کی بنیاد پر مختلف صحابہ مختلف عمل کرتے تھے، جیسے رفع یدین، آمین بالجہر وغیرہ۔

اجتہادِ صحابہ کی عملی مثالیں :

1۔ حضرت عمر بن خطابؓ

حضرت عمر بن خطابؓ کا شمار ان جلیل القدر صحابہ کرامؓ میں ہوتا ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے فہم، بصیرت، شجاعت، عدل اور دینی حکمت و اجتہاد کے اعلیٰ ترین مرتبے پر فائز فرمایا۔آپؓ کا اجتہادی کردار اسلامی تاریخ میں نہ صرف قابل تقلید ہے بلکہ آئندہ نسلوں کے لیے اجتہادی اصولوں کی بنیاد فراہم کرتا ہے۔

اجتہاد کی صلاحیت اور تربیت

نبی کریم ﷺ نے حضرت عمرؓ کے اجتہاد کی نہ صرف حوصلہ افزائی کی بلکہ کئی مواقع پر آپؓ کی رائے کو وحی کی تائید حاصل ہوئی۔خود رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"إن الله جعل الحق على لسان عمر وقلبه" "بیشک اللہ نے عمر کی زبان اور دل پر حق جاری کیا ہے۔" [15]

اس حدیث سے یہ واضح ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ کا اجتہاد محض ذاتی رائے نہیں تھا بلکہ شریعت کے اصولوں کے دائرے میں رہ کر ایک مدلل اور معتمد رائے ہوتی تھی، جس پر اللہ کی تائید بھی حاصل تھی۔

[15]۔ محمد بن عیسیٰ الترمذی، جامع الترمذی، مرتب: احمد محمد شاکر (بیروت: دارالکتب العلمیہ، 1996)، حدیث نمبر 3682۔

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-3 (July-September 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published:
August 27, 2025

اجتہادی مثال: طاعون کے وقت شام کی طرف لشکر کی واپسی

حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں جب شام میں طاعون پھیل گیا، تو آپؓ نے لشکر کو واپس بلانے کا فیصلہ کیا۔حضرت ابو عبیدہؓ نے سوال کیا:

"کیا اللہ کی تقدیر سے بھاگ رہے ہو؟"

حضرت عمرؓ نے فرمایا:

"نَعَمْ، نَفِرُّ مِنْ قَدَرِ اللَّهِ إِلَى قَدَرِ اللَّهِ""جی ہاں! ہم اللہ کی تقدیر سے اللہ ہی کی تقدیر کی طرف بھاگ رہے ہیں۔[16]"

یہ اجتہاد اس امر کی دلیل ہے کہ حضرت عمرؓ نے انسانی جان کی حفاظت کو شریعت کی اہم ترین مقاصد میں سے جانا اور حالات و قرائن کی روشنی میں اجتہادی فیصلہ فرمایا۔

اجتہادی مثال: قیدیوں کے بارے میں فیصلہ

غزوۂ بدر کے قیدیوں کے بارے میں حضرت عمرؓ کی رائے یہ تھی کہ انہیں قتل کر دیا جائے، تاکہ اسلام کی بنیاد مضبوط ہو۔جبکہ حضرت ابو بکرؓ نے نرمی اور فدیہ کی رائے دی۔نبی کریم ﷺ نے حضرت ابو بکرؓ کی رائے کو ترجیح دی، مگر بعد ازاں قرآن میں نازل ہوا:

"مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْرَىٰ حَتَّىٰ يُثْخِنَ فِي الْأَرْض"کسی نبی کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ زمین میں (کافروں پر) غالب آنے سے پہلے قیدی بنائے۔"[17]

یہ آیت حضرت عمرؓ کے اجتہاد کی تائید کرتی ہے، جو اس بات کا مظہر ہے کہ ان کی بصیرت کس قدر گہری تھی۔

اجتہادی مثال: طلاق ثلاثہ کو ایک طلاق قرار دینا

[16]۔ محمد بن اسماعیل البخاری، *صحیح البخاری*)قاہرہ: دار ابن کثیر، 2001)، حدیث نمبر 5729۔

[17]۔ القرآن، سورۃ الأنفال، 8:67۔

حضرت عمرؓ نے اپنے دورِ خلافت میں تین طلاقوں کو ایک ساتھ دینے کے بڑھتے ہوئے رجحان کو دیکھ کر بطور تعزیری سزا، تینوں طلاقوں کو نافذ قرار دیا، حالانکہ نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ کے دور میں ایک طلاق شمار ہوتی تھی۔حضرت عمرؓ کا یہ اجتہادی فیصلہ فتنہ کے سدِّباب اور معاشرتی اصلاح کی مثال ہے۔

2۔حضرت علی بن ابی طالبؓ

حضرت علی بن ابی طالبؓ کا شمار اُن جلیل القدر صحابہ کرام میں ہوتا ہے جن کی علمی بصیرت، فقہی گہرائی، اجتہادی صلاحیت اور دینی فہم ہمیشہ سے امت کے لیے مشعلِ راہ رہے ہیں۔آپؓ کو رسول اللہ ﷺ نے "باب العلم" (علم کا دروازہ) قرار دیا، اور یہی بات آپؓ کے اجتہادی مقام و مرتبہ کی دلیل ہے۔حضرت علیؓ نے متعدد ایسے فقہی مسائل میں اجتہاد فرمایا جن کا حل قرآن و حدیث سے براہ راست نہیں ملتا تھا، لیکن آپؓ نے اپنے فہم و تفقہ کی روشنی میں امت کے لیے ان کے جوابات مہیا کیے۔ان کی اجتہادی بصیرت صرف فروعی امور میں ہی نہیں بلکہ اصولی مسائل میں بھی نظر آتی ہے۔

1۔اجتہادی قابلیت اور علمی مقام

حضرت علیؓ کا علمی مرتبہ نہ صرف خلفائے راشدین بلکہ دیگر صحابہ کرام کے ہاں بھی تسلیم شدہ تھا۔خلفائے ثلاثہ بالخصوص حضرت عمرؓ اکثر مشکل مسائل میں حضرت علیؓ سے رجوع کرتے۔حضرت عمرؓ فرمایا کرتے:

"اللهم لا تبقني لمعضلة ليس لها أبو الحسن".

"اے اللہ! مجھے کسی ایسی مشکل میں مبتلا نہ کر جس کا حل ابو الحسن (حضرت علیؓ) کے سوا کسی کے پاس نہ ہو۔[18]"

یہ قول حضرت علیؓ کی اجتہادی مہارت اور دینی فہم کا زندہ ثبوت ہے۔آپؓ نے کئی مواقع پر ایسے مسائل میں اجتہاد کیا جو نیا رخ اختیار کر چکے تھے یا جن میں کوئی صریح حکم موجود نہ تھا۔

2۔میدانِ قضاء میں اجتہاد

[18]۔احمد بن حنبل، مسند احمد، جلد 1 (بیروت: مؤسسۃ الرسالہ)۔

ISSN: (2311-6552)
Published:
August 27, 2025

حضرت علیؓ کا فقہی اجتہاد قضاء (عدالت) کے میدان میں خوب نمایاں ہوا۔حضرت عمرؓ کے دور میں آپؓ نے ایک عورت کے مقدمے کا فیصلہ کرتے ہوئے فرمایا:

"اِمْرَأَةٌ خَانَتْ زَوْجَهَا فَاعْتَرَفَتْ، فَجَلَدَهَا وَحَبَسَهَا سَنَةً[19]

یعنی ایک عورت نے زنا کا اعتراف کیا، حضرت علیؓ نے نہ صرف اسے حد جاری کی بلکہ اس پر ایک سال کی قید بھی نافذ کی تاکہ اس کی اصلاح ہو۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علیؓ تعزیری حدود کے ضمن میں بھی اجتہاد فرماتے تھے۔

3۔ بیع اور لین دین کے مسائل میں اجتہاد

حضرت علیؓ نے تجارت اور لین دین کے کئی اہم مسائل میں اجتہادی آراء پیش کیں۔مثال کے طور پر جب کسی نے آپؓ سے پوچھا کہ اگر کوئی شخص بیع فاسد کرے تو کیا صرف مال کی واپسی کافی ہوگی یا توبہ بھی ضروری ہے؟ حضرت علیؓ نے فرمایا:

"ہاں، اگر وہ نادم ہو تو اس کی توبہ کافی ہے، لیکن اگر اس نے دھوکہ دیا ہو تو اسے عبرت دلانا لازم ہے۔"

یہ موقف اجتہادی رائے پر مبنی تھا جو نصوص کے عمومی قواعد کی روشنی میں تشکیل دیا گیا۔

4۔ خوارج کے ساتھ رویے میں اجتہاد

حضرت علیؓ نے خوارج سے متعلق رویہ اختیار کرتے ہوئے نہایت مدبرانہ اجتہاد فرمایا۔اگرچہ خوارج نے آپؓ کی خلافت کے خلاف بغاوت کی، لیکن آپؓ نے فرمایا:

"ہم ان سے اس وقت تک قتال نہیں کریں گے جب تک وہ خود پہل نہ کریں۔" [20]

یہ اجتہاد سیاسی، فقہی اور اخلاقی اصولوں کی عمدہ مثال ہے، جس میں حضرت علیؓ نے شریعت کی عمومی تعلیمات کو ملحوظ رکھا۔

5۔ احادیث کی تشریح میں اجتہاد

[19]۔ علی المتقی الہندی، *کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال*، مدونہ: بکری حیانی اور صفوت السقا (بیروت: مؤسسۃ الرسالہ، 1981ء)، حدیث نمبر 28669۔
[20]۔ الشریف الرضی، *نہج البلاغہ*، تدوین: صبحی الصالح (بیروت: دار الکتاب اللبنانی، 1986ء)، خطبہ نمبر 54۔

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-3 (July-September 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published:
August 27, 2025

حضرت علیؓ نے کئی احادیث کی تشریح و فہم میں بھی اجتہادی آراء دی ہیں۔مثال کے طور پر "الولد للفراش" (بچہ بستر کے مالک کا ہے) کی حدیث کی روشنی میں آپؓ نے نسب کے کئی مقدمات میں اجتہادی فیصلے کیے۔آپؓ کی اجتہادی بصیرت اس وقت بھی سامنے آئی جب آپؓ نے متعدد مرتبہ راوی کے ثقہ ہونے یا نہیں ہونے کے مطابق حدیث کو قبول یا رد کیا، اور اس میں اصولِ حدیث کی روح کو پیش نظر رکھا۔

6۔حضرت علیؓ کے اجتہاد کے اثرات

حضرت علیؓ کے اجتہادات کا اثر بعد کے فقہا خصوصاً اہل کوفہ کے مدارس پر واضح طور پر نظر آتا ہے۔امام ابو حنیفہؒ کے فقہی منہج میں حضرت علیؓ کی آراء کو خاص اہمیت حاصل ہے۔کوفہ کا فقہی ذخیرہ زیادہ تر حضرت علیؓ کی اجتہادی بنیادوں پر ہی قائم ہوا۔

3۔ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ صحابہ کرامؓ میں علم و فقہ کے اعتبار سے ایک ممتاز مقام رکھتے ہیں۔ان کا شمار ان صحابہ میں ہوتا ہے جو قرآن و حدیث کے فہم میں غیر معمولی بصیرت کے حامل تھے۔وہ رسول اللہ ﷺ کے قریبی صحابہ میں سے تھے اور کئی مرتبہ فرمایا کہ:

"جو شخص قرآن کو اسی طرح پڑھنا چاہے جیسے وہ نازل ہوا ہے تو وہ عبد اللہ بن مسعودؓ کی قراءت سے پڑھے۔"

عبد اللہ بن مسعودؓ نے فقہی مسائل اور احکام میں اجتہاد کے اصولوں کو نہ صرف سمجھا بلکہ عملی طور پر نافذ بھی کیا۔ان کا اجتہادی کردار تشریح حدیث کے میدان میں ایک روشن مثال ہے۔

1۔قرآن و حدیث کے ساتھ گہری واقفیت

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-3 (July-September 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published:
August 27, 2025

عبد اللہ بن مسعودؓ کو رسول اللہ ﷺ کی صحبت، قرآن کریم کے نزول کے مواقع، اور احادیث کی گہرائی سے واقفیت حاصل تھی۔یہی وجہ ہے کہ ان کا اجتہاد قرآن و سنت کے اصولوں کے ساتھ ہم آہنگ ہوتا تھا۔مثلاً اگر کوئی مسئلہ درپیش ہوتا اور اس کی نص صریح نہ ملتی تو وہ قرآن کے عمومی اصول، حدیث کے اشارات اور عقل سلیم کو استعمال کر کے ایک رائے قائم کرتے۔

2۔ اجتہادی مثال: نمازِ وتر میں قنوت

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ وہ نمازِ وتر میں قنوت نہیں پڑھا کرتے تھے، حالانکہ بعض صحابہ اس میں قنوت پڑھتے تھے۔ان کا یہ موقف اس اجتہادی فہم پر مبنی تھا کہ نبی کریم ﷺ سے قنوت کا ثبوت بعض اوقات کے ساتھ مخصوص ہے اور عمومی قاعدہ نہیں۔یہ اختلاف صحابہ کے درمیان اجتہاد کی آزادی اور وسعت کا اظہار کرتا ہے۔

3۔ اجتہادی رائے: طلاق ثلاثہ

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کا موقف تھا کہ تین طلاقیں اگر ایک وقت میں دی جائیں تو وہ تین شمار ہوں گی، حالانکہ بعض صحابہ اس کو ایک ہی طلاق سمجھتے تھے۔ان کا یہ اجتہاد حدیث "أَيُّمَا امْرَأَةٍ طَلَبَتْ طَلَاقًا مِنْ زَوْجِهَا مِنْ غَيْرِ بَأْسٍ، فَعَلَيْهَا لَعْنَةُ اللَّهِ" کے عمومی مفہوم کی روشنی میں تھا کہ طلاق کا معاملہ سنجیدگی سے لینا چاہیے۔

4۔اصولی مزاج اور دلیل پر مبنی اجتہاد

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کی اجتہادی رائے ہمیشہ دلیل اور استنباط پر مبنی ہوتی تھی۔وہ ایک ہی حدیث کو مختلف مواقع پر مختلف انداز سے بیان کرتے تاکہ سامعین اس کی حکمت و فہم تک رسائی حاصل کر سکیں۔ان کا اجتہاد جذباتی یا تعصبی نہ تھا بلکہ علمی و دینی بنیادوں پر استوار تھا۔

5۔اثرات و تربیت

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ نے کوفہ میں ایک فقہی و علمی مرکز کی بنیاد رکھی، جہاں سے تابعین کی ایک بڑی جماعت تیار ہوئی۔امام ابوحنیفہؒ بھی انہی کے علمی سلسلے کے وارث سمجھے جاتے ہیں۔ان کے اجتہادی انداز نے بعد کے فقہا کو دلائل کی روشنی میں رائے قائم کرنے کا درس دیا۔

اختلافِ اجتہاد اور امت کے لیے رحمت

اسلام ایک جامع دین ہے جو زمان و مکان کی وسعتوں کو محیط ہے۔اس کی تعلیمات نہ صرف عبادات اور معاملات تک محدود ہیں بلکہ تمدن، ثقافت، سیاست اور معاشرت کے تمام شعبوں کو اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہیں۔جب نبی کریم ﷺ دنیا سے ظاہری طور پر رخصت ہوئے تو دین کے اصول و قواعد مکمل ہو چکے تھے، لیکن مختلف نئے حالات و واقعات اور بدلتے مسائل میں رہنمائی کے لیے اجتہاد کی اہمیت سامنے آئی۔صحابہ کرامؓ نے ان مواقع پر اپنے فہم اور بصیرت کے مطابق اجتہادی فیصلے کیے، جن میں بعض اوقات اختلاف بھی ہوا۔یہی اختلافِ اجتہاد درحقیقت امت کے لیے باعثِ رحمت بنا۔

اختلاف کی حقیقت اور اس کی بنیادیں

اختلافِ اجتہاد کی بنیاد دین کے اصولی و کلی مقاصد اور نصوص کے فہم پر ہوتی ہے۔چونکہ بعض نصوص (دلائل) اجمالی یا ظنی الدلالہ ہوتے ہیں، اس لیے اہلِ علم ان سے استنباط و استدلال میں مختلف پہلوؤں پر غور کرتے ہیں، جو بعض اوقات مختلف نتائج کی صورت میں سامنے آتا ہے۔یہ اختلاف ذاتی عناد یا کم علمی پر مبنی نہیں ہوتا، بلکہ مخلصانہ کوشش، نصوص کے احترام اور امت کی فلاح کے جذبے کے تحت ہوتا ہے۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد: اختلاف امت رحمت ہے۔

نبی اکرم ﷺ کا فرمان:

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-3 (July-September 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published:
August 27, 2025

"اختلاف امتی رحمة"[21]

یعنی: "میری امت کا اختلاف رحمت ہے"، اس بات کی دلیل ہے کہ اجتہادی اختلاف کو اسلام میں مثبت نظر سے دیکھا جاتا ہے، بشرطیکہ وہ اخلاص، علم، فہم اور قواعدِ شریعت کی حدود میں ہو۔

اجتہاد اور اختلاف: صحابہ کی سیرت سے مثالیں

حضرت عمر بن خطابؓ اور حضرت عبد الرحمٰن بن عوفؓ کے درمیان طاعون کے وقت سفر یا قیام کے مسئلے میں اختلاف ہوا، حضرت عمرؓ نے اجتہاداً سفر روک دیا جبکہ بعض دیگر صحابہ قیام کے قائل تھے۔نبی کریم ﷺ کے قول "اذا وقع بأرضٍ وأنتم بها فلا تخرجوا فراراً منه" [22] کی روشنی میں دونوں کا فہم اپنی جگہ درست تھا۔

اسی طرح حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کے درمیان بعض سیاسی و انتظامی امور میں اختلاف ہوا، مگر دونوں کے اجتہاد کو ائمہ نے تسلیم کیا۔امام شافعیؒ نے فرمایا: "كلاهما مجتهد مأجور"۔

امت کے لیے وسعت اور آسانی

اجتہادی اختلاف سے امت کو مختلف حالات میں وسعت اور سہولت ملی۔ایک مسئلہ کے متعدد اجتہادی پہلو ہوں تو حالات، عرف، ضرورت اور مصلحت کے مطابق کسی ایک رائے کو اپنایا جا سکتا ہے۔یہی فقہی مکاتبِ فکر کی کثرت کی بنیادی حکمت ہے۔

اجتہاد اور روایت بالمعنی کا تعلق

حدیثِ نبویؐ کے فہم اور اس کی تشریح میں جہاں ایک طرف حفظ، تدوین اور نقل کا عمل نمایاں رہا، وہیں دوسری طرف اجتہاد اور روایتِ بالمعنی (روایت کا مفہوم کے ساتھ بیان کرنا) جیسے اصولی مباحث بھی علم حدیث کے ارتقاء میں کلیدی حیثیت رکھتے ہیں۔خاص طور پر صحابہ کرامؓ کی علمی و اجتہادی بصیرت نے روایتِ حدیث کے عمل کو صرف الفاظ کے نقل تک محدود نہیں

[21]۔ البیہقی،المدخل الی السنن الکبریٰ، جلد2، صفحہ256(بیروت: دارالکتب العلمیۃ)۔

[22]۔ محمد بن اسماعیل البخاری، صحیح البخاری،تدوین: مصطفیٰ دیب البغا(بیروت: دارابن کثیر،1987)، کتاب الطب، حدیث نمبر5730۔

رکھا، بلکہ وہ سیاق و سباق، مقصد و مفہوم اور مقام و محل کو مدنظر رکھتے ہوئے روایت کو بیان کرتے تھے۔اس انداز نے اجتہاد اور روایتِ بالمعنی کے درمیان ایک گہرا تعلق قائم کیا۔

روایتِ بالمعنی سے مراد یہ ہے کہ اگر کسی راوی کو حدیث کے الفاظ یاد نہ ہوں لیکن مفہوم درست انداز میں سمجھ چکا ہو، تو وہ حدیث کو اپنے الفاظ میں اس مفہوم کے مطابق روایت کر سکتا ہے، بشرطیکہ معنی میں تبدیلی نہ ہو۔یہ عمل اُس وقت معتبر ہوتا تھا جب راوی کو عربی زبان پر کامل عبور حاصل ہو اور وہ نبی کریم ﷺ کے مقاصد شریعت کو اچھی طرح سمجھتا ہو۔یہی اہلیت صحابہ کرامؓ میں بدرجہ اتم موجود تھی۔

صحابہ کرامؓ میں کئی ایسے واقعات ملتے ہیں جہاں انہوں نے حدیث کو لفظ بہ لفظ نقل کرنے کے بجائے اجتہاد کے ذریعے اس کے مفہوم کو بیان کیا۔**مثال کے طور پر:**

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں: "ہم نبی کریم ﷺ سے حدیثیں اس طرح نقل کرتے تھے کہ معنی محفوظ رہیں، اگرچہ الفاظ میں کچھ فرق ہو جائے۔"

حضرت عائشہؓ، جو علم و فہم کی بلند ترین مثال تھیں، بعض اوقات کسی حدیث کے ظاہر الفاظ سے اختلاف کر کے اس کا مفہوم زیادہ واضح انداز میں بیان فرماتی تھیں۔

اس رویے کے پیچھے بنیادی محرک نبی کریم ﷺ کی وہ تعلیم تھی جس میں آپ نے فرمایا:

"قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: "بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ آيَةً، وَحَدِّثُوا عَنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَلَا حَرَجَ، وَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ"

"میری طرف سے (لوگوں تک) بات پہنچاؤ، چاہے ایک آیت ہی کیوں نہ ہو، اور بنی اسرائیل کی باتیں بیان کرو، اس میں کوئی حرج نہیں، اور جو شخص مجھ پر جھوٹ بولے، وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لے" [23]

یہ فرمان اس بات کا اشارہ دیتا ہے کہ مفہوم کی درست ترسیل اہم ہے، بشرطیکہ دین میں تحریف نہ ہو۔

[23] محمد بن اسماعیل البخاری، *صحیح البخاری*، تدوین: مصطفی دیب البغا (بیروت: دار ابن کثیر، 1987)، کتاب الأنبیاء، حدیث نمبر 3461۔

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-3 (July-September 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published:
August 27, 2025

اجتہاد اور روایتِ بالمعنی کے اس تعلق سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ صحابہؓ صرف ناقلِ حدیث نہ تھے بلکہ وہ حدیث کی روح کو سمجھ کر امت تک پہنچانے والے تھے۔یہ رویہ بعد میں علمِ اصولِ حدیث میں "روایت بالمعنی" کے ضوابط کے طور پر مدون ہوا، جہاں روایت بالمعنی کو بعض شرائط کے ساتھ جائز قرار دیا گیا، جیسے:

1. عربی زبان پر عبور
2. شریعت کے مقاصد کا فہم
3. سیاق و سباق کا شعور
4. اصل مفہوم میں تبدیلی نہ ہو

صحابہ کرامؓ کی اس حکیمانہ روش نے امت کو یہ سکھایا کہ دین کو صرف الفاظ کی قید میں مقید نہ کیا جائے، بلکہ اس کے مفہوم، مقصد اور حکمت کو سمجھ کر بیان کرنا زیادہ مؤثر ہے۔

اجتہاد اور فقہی مکاتبِ فکر کا ارتقاء

اسلامی فقہ کی تدوین اور ارتقاء کا ایک اہم مرحلہ صحابہ کرامؓ اور بعد کے ادوار میں اجتہاد کے اصولوں پر استوار ہوا۔ اجتہاد کا مفہوم کسی مسئلے میں قرآن و سنت کی روشنی میں غور و فکر کر کے کسی شرعی حکم تک پہنچنا ہے، جو کہ انسانی عقل، علم اور تقویٰ کی بنیاد پر کیا جاتا ہے۔فقہی مکاتبِ فکر کی بنیاد بھی دراصل اجتہاد کے اسی اصول پر رکھی گئی۔اسلامی شریعت کے مختلف پہلوؤں میں وسعت، زمان و مکان کی تبدیلی اور نئے پیش آنے والے مسائل کے حل کے لیے اجتہاد کا دروازہ کھولا گیا، جس کے نتیجے میں مختلف فقہی مکاتب وجود میں آئے۔

صحابہ کرامؓ کے دور میں اجتہاد انفرادی سطح پر ہوتا تھا۔چونکہ ان کے پاس براہِ راست نبی کریم ﷺ کی صحبت، قرآن کا گہرا فہم، اور وحی کے نزول کا تجربہ تھا، اس لیے ان کے اجتہادات میں گہرائی، بصیرت اور اعتدال کا عنصر نمایاں تھا۔بعد میں تابعینؒ اور

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-3 (July-September 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published:
August 27, 2025

تبع تابعینؒ کے دور میں جب نئے مسائل پیدا ہوئے اور امت جغرافیائی طور پر پھیل گئی تو اجتہاد کو ایک منظم علمی عمل کے طور پر اپنایا گیا، اور مختلف علاقوں میں علمی مراکز وجود میں آئے۔انہی علمی مراکز سے فقہی مکاتبِ فکر کی بنیاد رکھی گئی۔

مشہور فقہی مکاتب میں مکتبِ فکر حنفی (امام ابو حنیفہؒ)، مالکی (امام مالکؒ)، شافعی (امام شافعیؒ) اور حنبلی (امام احمد بن حنبلؒ) شامل ہیں۔ان ائمہ نے اجتہاد کو ایک منظم اور باقاعدہ علمی طریقے سے اپنایا، اصولِ فقہ کی تدوین کی، اور اپنے اجتہادات کی بنیاد قرآن، سنت، اجماع اور قیاس پر رکھی۔ان مکاتب کی تاسیس اجتہاد کے اصولی اختلافات کی وجہ سے ہوئی، نہ کہ بنیادی عقائد میں اختلاف کی بنیاد پر۔

اجتہاد کے ذریعے مختلف مکاتبِ فکر میں مسائل کے حل کے متنوع طریقے سامنے آئے، جو امت کے لیے وسعتِ فکر اور آسانی کا سبب بنے۔ان مکاتب کے درمیان اختلاف رائے کو امت کے لیے باعثِ رحمت قرار دیا گیا، کیونکہ ان کے اصولوں میں قرآن و سنت کی اصل تعلیمات کا احترام اور امت کی ضروریات کو مدنظر رکھنے کا شعور نمایاں ہے۔

مکاتبِ فکر کے ارتقاء نے فقہ اسلامی کو ایک علمی سرمایہ بنایا، اور اجتہاد کو دین کے فہم و تطبیق میں ایک لازمی عنصر کے طور پر تسلیم کیا۔یہی مکاتب آج بھی امت کو پیش آمدہ مسائل میں رہنمائی فراہم کرتے ہیں، اور اگر اجتہاد کے دروازے کو زمانۂ حال میں علمی و تقویٰ کے معیار پر قائم رکھا جائے، تو یہ مکاتب امت کے فکری و عملی مسائل کا حل مہیا کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

اجتہادِ صحابہ اور عصرِ حاضر میں اس کی اہمیت

صحابہ کرامؓ نہ صرف براہِ راست نبی کریم ﷺ کے فیضِ صحبت سے سرفراز تھے، بلکہ وہ اسلام کے ابتدائی اور سب سے نازک دور میں دین کی حفاظت، تبلیغ، اور تطبیق کے عظیم فریضے پر مامور تھے۔ان کی علمی، فکری، اور عملی کاوشیں نہ صرف اُن کے زمانے کے لیے رہنما تھیں بلکہ آنے والی نسلوں کے لیے بھی ہدایت کا چراغ ثابت ہوئیں۔ان ہی کاوشوں میں سے ایک اہم ترین

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-3 (July-September 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published:
August 27, 2025

پہلو اجتہاد ہے جس نے اسلامی قانون و فقہ کی تشکیل میں بنیادی کردار ادا کیا۔صحابہ کرامؓ کا اجتہادی طرزِ عمل عصرِ حاضر میں نہایت اہمیت کا حامل ہے، خاص طور پر ان مسائل میں جن کا نصوصِ قطعیہ میں صراحت سے ذکر موجود نہیں۔

اجتہادِ صحابہ کے فکری اصول ہمیں یہ سکھاتے ہیں کہ جب کوئی مسئلہ پیش آئے جس میں قرآن و سنت کی صریح رہنمائی نہ ہو، تو اس وقت مجتہد کو دیانت، علم، عدل، اور تقویٰ کی بنیاد پر رائے قائم کرنی چاہیے۔عصرِ حاضر میں تیزی سے بدلتے ہوئے حالات، نئی سائنسی دریافتیں، اقتصادی پیچیدگیاں، اور معاشرتی تغیرات اس بات کے متقاضی ہیں کہ ہم اجتہادِ صحابہ کے اصولوں کو اپنائیں تاکہ اسلامی تعلیمات کو نئے حالات پر بہتر انداز میں لاگو کیا جا سکے۔

آج ہمیں ایسے مسائل درپیش ہیں جن کی نظیر ابتدائی ادوار میں نہیں ملتی، جیسے ڈیجیٹل معیشت، طب جدید، ماحولیاتی اخلاقیات، خواتین کے عصری کردار، اقلیتوں کے حقوق، وغیرہ۔ان مسائل کے حل کے لیے تقلیدی رویے کافی نہیں بلکہ اجتہادی بصیرت درکار ہے، اور اس اجتہادی بصیرت کی جڑیں صحابہ کرامؓ کی عملی زندگی میں پیوست ہیں۔ان کے اجتہادی فیصلے وقت کے تقاضوں کے مطابق لیکن نصوصِ شرعیہ کے دائرے میں رہ کر کیے گئے، جو آج کے علماء اور فقہاء کے لیے قابلِ تقلید نمونہ ہیں۔

حضرت عمر بن خطابؓ، حضرت علیؓ، حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ جیسے جلیل القدر صحابہ کرام کے اجتہادی فیصلے اس امر کی گواہی دیتے ہیں کہ دین میں وسعت اور لچک موجود ہے بشرطیکہ اجتہاد اصولِ شرعیہ کے تابع ہو۔ عصرِ حاضر کے پیچیدہ مسائل میں بھی اگر ہم صحابہ کے اجتہادی اصولوں کو بروئے کار لائیں تو نہ صرف فقہی جمود کا خاتمہ ممکن ہے بلکہ اُمت کے مسائل کا حل بھی قرآن و سنت کی روشنی میں مہیا کیا جا سکتا ہے۔

اجتہادِ صحابہ کے اصول :قیاس، مصلحت اور عرف

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اجتہاد کی بنیاد بعض اصولی ذرائع پر قائم تھی جو قرآن و سنت کے بعد ان کے فہم و فراست کے مطابق وضع ہوئے۔ان میں سب سے اہم اصول قیاس، مصلحت مرسلہ اور عرف تھے، جنہیں انہوں نے فقہی مسائل کے حل میں بروئے کار لایا۔

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-3 (July-September 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published:
August 27, 2025

1۔ قیاس:

قیاس سے مراد ایسا اجتہادی اصول ہے جس میں کسی نئے مسئلے کو کسی سابقہ منصوص مسئلے پر اس کی علت مشترکہ کی بنیاد پر منطبق کیا جاتا ہے۔صحابہ کرام نے کئی مواقع پر قیاس کو استعمال کیا۔مثال کے طور پر، حضرت عمر بن خطابؓ نے قحط کے دوران چوری کی سزا معطل کر دی، کیونکہ قیاس کی رو سے ضرورت اور مجبوری کی حالت میں جرم کی نوعیت بدل جاتی ہے۔اسی طرح حضرت علیؓ نے زنا کے ثبوت میں چار گواہوں کی شرط کو قتل کی حد پر بھی قیاس کیا۔

2۔ مصلحت مرسلہ:

مصلحت مرسلہ وہ فائدہ ہے جو کسی شرعی نص سے متصادم نہ ہو اور جس سے معاشرے کی بہتری مقصود ہو۔صحابہ کرام نے نبی اکرم ﷺ کی تربیت سے یہ فہم حاصل کیا کہ دین انسانیت کے فائدے کے لیے آیا ہے۔حضرت عمرؓ نے خلافت راشدہ کے دوران بہت سی تنظیمی اصلاحات مصلحت کی بنیاد پر نافذ کیں، مثلاً دیوان کا قیام، بیت المال کی تنظیم، اور تقویمِ اسلامی کی بنیاد کا تعین۔

3۔ عرف:

عرف یعنی رائج معاشرتی رسم و رواج کو بھی صحابہ کرام نے اجتہاد میں ملحوظ رکھا، بشرطیکہ وہ شریعت کے مخالف نہ ہوں۔حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے نکاح اور مہر کے معاملات میں مقامی عرف کی رعایت کی۔نبی کریم ﷺ نے بھی ارشاد فرمایا: "ما رآہ المسلمون حسناً فھو عند اللہ حسن" یعنی "جسے مسلمان اچھا سمجھیں، وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے۔"

نتائج و سفارشات

نتائج (Findings)

اجتہاد ایک لازمی دینی عمل ہے

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-3 (July-September 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published:
August 27, 2025

1۔اجتہاد لغوی و اصطلاحی طور پر دین کی فہم و تشریح کا ایک ایسا ذریعہ ہے جسے نبی کریم ﷺ کی سنت اور تعلیمات کی روشنی میں اپنایا گیا۔یہ عمل رسول اللہ ﷺ کے دور ہی میں صحابہ کرام کے ذریعے شروع ہوا اور علمی و فکری ارتقاء کی بنیاد بنا۔

2۔صحابہ کرام کی اجتہادی تربیت نبی کریم ﷺ نے خود فرمائی

3۔صحابہ کو ایسی فکری و روحانی تربیت دی گئی کہ وہ غیر منصوص مسائل میں قرآنی و نبوی اصولوں سے رہنمائی لے کر اجتہادی فیصلے کرتے۔یہ اجتہاد، سنت سے متصادم نہ ہوتا بلکہ اس کی تعبیر ہوتا۔

4۔تشریحِ حدیث میں اجتہاد کی ضرورت و جواز صحابہ کے عمل سے ثابت ہے

5۔صحابہ کرام نے بہت سی احادیث کے معانی سیاق و سباق، عرف، حالاتِ نزول اور قرآنی اصولوں کے مطابق سمجھے اور بیان کیے۔ان کے فہم نے امت کو متحرک فکر عطا کی۔

6۔اجتہاد کی اقسام (قیاس، مصلحت، عرف) صحابہ میں نمایاں طور پر موجود تھیں

7۔حضرت عمرؓ کا قیاس، حضرت علیؓ کی عرف پر مبنی آراء، حضرت ابن مسعودؓ کی مصلحت پر مبنی تشریحات اس بات کا ثبوت ہیں کہ اجتہاد کوئی جامد چیز نہ تھی بلکہ زندہ اور متحرک اصول پر مبنی عمل تھا۔

8۔اختلافِ اجتہاد امت کے لیے وسعت اور سہولت کا باعث بنا

9۔صحابہ کے درمیان اجتہاد میں اختلافات کے باوجود ان میں باہمی احترام اور امت کی فلاح کا جذبہ غالب رہا، جو کہ امت کے لیے رحمت اور علم کی وسعت کا ذریعہ بنا۔

10۔روایت بالمعنی کا تعلق بھی اجتہاد سے جڑا ہوا تھا۔

11۔بعض صحابہ احادیث کے الفاظ کے بجائے مفہوم کو نقل کرتے، جو ان کے اجتہادی فہم کو ظاہر کرتا ہے۔اس 12۔عمل سے حدیث کی روح باقی رہتی اور سہولت پیدا ہوتی۔

12۔فقہی مکاتب فکر کی بنیاد بھی صحابہ کے اجتہاد پر ہے

13۔ائمہ فقہ نے صحابہ کے اجتہادی اصولوں کو لے کر منظم نظامِ فقہ مرتب کیا۔حنفی، شافعی، مالکی و حنبلی مذاہب درحقیقت صحابہ کے فقہی اصولوں کی توسیع ہیں۔

14۔عصرِ حاضر میں اجتہادِ صحابہ کی روشنی میں نئے مسائل کا حل ممکن ہے

15۔آج کے پیچیدہ مسائل کا حل اسی وقت ممکن ہے جب ہم صحابہ کے اجتہادی رویے کو بنیاد بنا کر کتاب و سنت کی روشنی میں نئے اجتہادی ادارے اور فقہی تحقیق کو فروغ دیں۔

سفارشات (Recommendations)

1۔علمی ادارے اجتہادِ صحابہ پر تحقیقی کام کو فروغ دیں

2۔یونیورسٹیوں اور دینی مدارس میں صحابہ کے اجتہادی نمونوں کو جدید فقہ کے ساتھ جوڑ کر تحقیق کروائی جائے۔

3۔عصرِ حاضر کے اجتہاد میں صحابہ کے اصولوں کو مرکزی حیثیت دی جائے۔

4۔قیاس، مصلحت، عرف جیسے اصولوں کو مد نظر رکھ کر اجتہاد کیا جائے تاکہ اجتہاد صحیح رخ پر ہو۔

5۔روایت بالمعنی اور فہمِ حدیث کی تربیت دی جائے

6۔محدثین اور علماء حدیث کو اس بات کی تربیت دی جائے کہ وہ حدیث کے فہم میں صرف الفاظ نہیں بلکہ معانی، مقاصد اور پس منظر کو بھی اہمیت دیں۔

7۔فقہی اختلاف کو رحمت سمجھا جائے، نزاع نہیں

8۔اجتہاد میں اختلاف کو مثبت انداز میں لیا جائے، تاکہ امت میں وسعت، برداشت اور علمی ترقی پیدا ہو۔

9۔جدید اجتہادی ادارے قائم کیے جائیں

10۔عصرِ حاضر میں جدید اجتہادی مسائل کے حل کے لیے ایسے ادارے قائم کیے جائیں جو اجتہادِ صحابہ کے اصولوں کو بنیاد بنا کر اجتماعی اجتہاد کریں۔

Maarif-e Auliya
Research Journal
Vol-3 Issue-3 (July-September 2025)
ISSN: (2311-6552)
Published: August 27, 2025

11۔عوام کو صحابہ کے اجتہادی کردار سے روشناس کروایا جائے

12۔عام مسلمانوں میں شعور بیدار کیا جائے کہ فقہی اختلاف صحابہ سے مروی ہے اور اسے باہمی احترام سے لیا جائے۔

13۔نصاب تعلیم میں "اجتہادِ صحابہ" کو شامل کیا جائے

14۔کالجز، یونیورسٹیوں اور مدارس کے نصاب میں اجتہادِ صحابہ کا جامع مطالعہ شامل کیا جائے۔

15۔عصر حاضر میں مختلف شعبوں میں پیدا ہونے والے جدید مسائل کو اجتہاد کے ذریعے حل کیا جائے۔

مراجع:

1. امام بخاری، محمد بن اسماعیل۔ صحیح البخاری۔ قاہرہ: دار ابن کثیر۔
2. امام مسلم، مسلم بن حجاج۔ صحیح مسلم۔ بیروت: دار الکتب العلمیہ۔
3. امام ترمذی، محمد بن عیسیٰ۔ جامع الترمذی۔ قاہرہ: دار الحدیث۔
4. شاطبیؒ، ابراہیم بن موسیٰ۔ الموافقات فی اصول الشریعہ۔ قاہرہ: دار المعرفہ، 1997۔
5. نووی، یحییٰ بن شرف۔ شرح صحیح مسلم۔ قاہرہ: دار الحدیث، 2000۔
6. ابن حزم، علی بن احمد۔ الاحکام فی اصول الاحکام۔ بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1996۔
7. زرقانی، محمد۔ مناہل العرفان فی علوم القرآن۔ قاہرہ: دار الفکر، 2002۔
8. خطیب بغدادی، ابو بکر احمد۔ الکفایہ فی علم الروایہ۔ بیروت: دار المعرفہ، 1975۔
9. سیوطی، جلال الدین۔ تدریب الراوی فی شرح تقریب النووی۔ قاہرہ: دار الکتب العلمیہ، 1998۔
10. کمالی، محمد ہاشم۔ اصول فقہ اسلامی۔ کیمبرج: اسلامک ٹیکسٹ سوسائٹی، 2003۔
11. قرضاوی، یوسف۔ الاجتہاد فی الشریعۃ الاسلامیہ۔ قاہرہ: مکتبہ وہبہ، 1995۔
12. حسن، اے۔ اسلام میں اجتہاد کا تصور۔ لاہور: اسلامک بک فاؤنڈیشن، 1982۔
13. نیازی، عمران احسن خان۔ اسلامی قانون کے نظریات: اجتہاد کا طریقۂ کار۔ اسلام آباد: اسلامی تحقیقاتی ادارہ، 2000۔
14. ابن قیم الجوزیہ۔ اعلام الموقعین عن رب العالمین۔ بیروت: دار ابن حزم، 1996۔
15. خلاف، عبد الوہاب۔ علم اصول الفقہ۔ قاہرہ: مکتبہ الدعوۃ الاسلامیہ، 1994۔
16. ابن باز، عبد العزیز۔ مجموع فتاویٰ ومقالات۔ ریاض: دار الوطن، 2002۔
17. غزالی، ابو حامد۔ المستصفی من علم الاصول۔ قاہرہ: دار الکتب العلمیہ، 2001۔
18. ماوردی، ابو الحسن۔ الحاوی الکبیر۔ بیروت: دار الفکر، 1999۔
19. عطیہ، احمد۔ دراسات فی الحدیث النبوی۔ قاہرہ: دار الفکر العربی، 1980۔
20. ابن تیمیہ، احمد۔ مجموع فتاویٰ۔ ریاض: دار العالم الکتب، 1991۔